حکیم عبدالرحمن خلیق

عمروؓ بن العاص

وہ مجرم جس نے کوئی جرم نہیں کیا

● جس کی تاریخی عظمت سیاسی اور گروہی تعصب کی نذر ہو گئی

ایک اور افسانہ

ہمارے بعض مؤرخین نے تو عمرو بن العاصؓ کو بالکل خانہ انوری ہی قرار دے لیا ہے اور انہوں نے اپنے ذوق افسانہ طرازی اور شوق داستاں نوازی کا پورا رخ ہی عمروؓ کی طرف موڑ رکھا ہے۔ انہوں نے جب کبھی کسی کو گالی نکال کر اپنے منہ کا ذائقہ نمکین بنانا چاہا تو عمروؓ کو سامنے رکھ لیا جب بھی ان کی صلاحیت تہمت طرازی کو شوق رقص و نغمہ ہوا تو وہ بے جھجک عمروؓ کی بساط آبرو پر ناچنے لگی۔

تاریخ کے صفحات پر ہمارے بعض برخود غلط قسم کے مؤرخین کی تخلیقی صلاحیتوں اور اختراعی قوتوں نے عمروؓ کے عنوان سے تحقیق و تجسس کے جو گل کھلائے ہیں وہ صرف افسوس ناک ہی نہیں بلکہ بعض اوقات اس درجہ شرمناک بھی ہیں کہ ناظورۂ حیا اپنا سر پیٹ لے۔ ان کے قلم بہتان رقم کی مغنیہ اس قدر دیدہ چالاک ہے کہ تقوے کی نگاہیں بار حیا سے جھک جائیں۔ ان کے شوق دروغ بافی کو جب کہیں ٹھکانہ نہیں ملتا تو وہ پھر کر عمروؓ کے ہی جسد مظلوم کا گوشت نوچ نوچ کر کھانے لگتا ہے۔

اللہ اکبر! حضرت عمرو بن العاصؓ بھی کس حوصلے کے مظلوم ہیں کہ ہر ستم گر کے شوق ستمرانی کے لیے ان کا دیدہ و دل فرش راہ ہے اور جسے بھی جھوٹ کہنا ہو، جسے بھی تہمت تراشنی ہو جب بھی

گالی کا شوق ہو وہ بے جھجک ان کے ہاں آجائے، جھوٹ بولے، تہمت تراشے، گالی دے وہ کسی کو مایوس نہیں کرتے۔ وہ کسی کی راہ نہیں روکتے۔ کسی پر ملال نہیں لاتے۔ ان کا دروازہ سب کے لیے کھلا ہے اور وہ سب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ اکبر ؎

کتنے شیریں ہیں ان کے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا!

بدگوئی کا ایک سیلاب ہے جو ان پر امڈا چلا آرہا ہے۔ ہر ساعت ایک نئی تہمت ہے۔ ہر لمحہ ایک نیا بہتان ہے۔ ہر روز ایک نئی گالی ہے جو اٹھتا ہے اسی پر برستا ہے۔ جو زبان ہے اسی پر کھلتی ہے۔ یعنی ؎

ہر بلائے کہ آسمان راند
گرچہ بر دیگرے قضا باشد
بر زمیں نارسیدہ می پرسد
خانۂ انوری کجا باشد؟

تم اسے گالی دو تو اس کی ستم دیدہ مظلومیت تمہارے اخلاقی افلاس پہ خندہ زیر لب تمہیں کہے گی کہ ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

تم اس کی حوصلہ مندی کا بار بار تجربہ کرو۔ تم اسے پوچھو کہ تمہیں گالی پہ غصہ کیوں نہیں آتا تو وہ کہے گا ؎

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں آکر کہ آساں ہوگئیں

وہ تم سے کبھی ناخوش نہ ہوگا۔ کبھی رنج قبول نہیں کرے گا کیونکہ اس کے لیے یہ صورت حال کوئی نئی بات نہیں ہے وہ ان مظالم کو سہنے، ان اباطیل کو برداشت کرنے اور ان تہمتوں کو سننے کا عادی ہو چکا ہے۔ ہاں فی الواقعی اس کے لیے یہ کوئی بھی نئی بات نہیں ہے ؎

کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو
کس دن نہ سر ہمارے یہ آرے چلا کیے

سبحان اللہ وبحمدہ یہاں بھلا عمرو بن العاص کا کوہ وقار حوصلہ کس نے پایا ہے۔ اس دل گردہ کا یہاں کون ہے کہ کوئی گالی دے اور وہ مسکرا دے۔ کوئی تہمت تراشے اور وہ پی جائے۔ کوئی بہتان باندھے اور وہ سہہ لے۔ اللہ اکبر۔

ان کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے۔

دیکھیے عروس البلاد لاہور کے ایک اہل السنۃ بزرگ عمروؓ کے متعلق کس جتن سے یہ افسانہ کہیں سے تلاش کر کے لاتے ہیں اور کس اعتماد بھری جسارت سے لکھتے ہیں کہ:۔

"جب حضرت عمرؓ نے آخر ۲۳ھ میں شہادت پائی تو صحابہ کے اصرار اور اپنی سوچ بچار کے بعد وصیت فرماگئے کہ میرے بعد چھ اشخاص یعنی حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت علیؓ ابن ابی طالب، حضرت سعدؓ بن وقاص، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت طلحہؓ بن عبد اللہ اور حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف میں سے باہمی مشوروں کے بعد میری وفات سے تین دن کے اندر اندر کسی ایک شخص کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔

عبد اللہ بن عمرؓ کو بھی مشورہ میں شامل ہونے کا حکم تھا۔ مگر یہ حق نہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو خلافت کے لیے پیش کریں بلکہ یہ تاکید کی تھی کہ عبد الرحمٰنؓ بن عوف کی رائے کی تائید فرمائیں۔

جب حضرت عمرؓ وفات پا گئے تو شہر میں طوفان بپا ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے پاس پہنچے کہ آپ خلافت قبول فرمائیں اور عنانِ سلطنت فوراً اپنے ہاتھ میں لے لیں مگر حضرت عبد الرحمٰنؓ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ بارِ گراں اٹھایا نہیں جاتا میں اس سے دستبردار ہوں۔

ان ہی وجوہات کی بنا پر حضرت سعدؓ بن وقاص اور حضرت زبیرؓ بن عوام نے بھی انکار کر دیا۔

حضرت طلحہؓ بن عبد اللہ مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے لہذا انتخاب حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ تک محدود ہو گیا۔

جب نوبت یہاں تک پہنچی تو دونوں امیدوار چپ تھے۔ آخر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے دونوں سے کہا کہ تم اپنا معاملہ مرے سپرد کر دو اور خدا کی قسم میں تم دونوں میں سے افضل کے انتخاب کی کوشش کروں گا۔

دونوں نے یہ بات منظور کی۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ کہنے کو تو کہہ چکے تھے (کہ وہ افضل کو منتخب کریں گے) مگر جب بعد میں سوچا تو حیران تھے کہ کیا کریں۔ ادھر ایک تو حضرت عثمانؓ سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا بھیّا چارا قائم کیا ہوا تھا اور دوسرے رشتہ داری بھی تھی۔

اُدھر حضرت علیؓ کی قرابتِ رسولؐ اللہ بھی بڑی وزن دار چیز تھی۔ اخلاق میں کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا امکان سے باہر تھا۔ وہ اسی کش مکش میں تھے کہ حضرت عمروؓ بن العاص جو حکمتِ عملی میں بڑے ماہر تھے۔ تشریف لے آئے اور مشورہ دیا کہ حضرات شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) کی طرزِ حکومت کو تمام عرب پسند کرتا ہے۔ آپ دونوں امیدواروں سے دریافت کریں۔ پھر جو بھی طریقۂ شیخین پر چلنے کا وعدہ دے اس کو انتخاب کریں حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے اس تدبیر کو پسند کیا اور وعدہ کیا کہ ایسا ہی کریں گے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ عمروؓ بن العاص اس مشورہ سے پیشتر دونوں امیدواروں (عثمانؓ و علیؓ) کی خدمت میں ہو آیا تھا اور ایک طرف تو حضرت علیؓ کا ہوا خواہ بن کر جناب امیر کو یہ ترغیب دے آیا تھا کہ اگر آپ سے حکومت کے بارے میں شیخین کی پیروی کی بابت پوچھا جائے تو آپ جواب میں صرف انشاء اللہ تعالیٰ کہہ دیں تاکہ عوام میں یہ نہ مشہور ہو جائے کہ آپ نے ہر معاملہ میں ہی شیخین (ابو بکرؓ و عمرؓ) کی پیروی کا عہد کر لیا ہے اور آپ کو اپنے ذاتی علم و اجتہاد اور قابلیت پر اعتبار نہیں۔

دوسری طرف حضرت عثمانؓ کو کہہ آیا تھا کہ اگر آپ سے شیخین کی پیروی کی بابت کہا جائے تو اس کو بلا شرط منظور کر لینا۔[۱]

---

[۱] کتاب چہار یار مولفہ شیخ عظیم اللہ ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔ اشاعت دوم ص ۱۰۰، ۱۰۱